ابوالبرکات حضرت سید حسن بادشاہ اور بری امام

ایک غلط فہمی کا ازالہ

(فقیر) سید محمد امیر شاہ گیلانی
کوچہ آقا پیر جان یکہ توت پشاور

(۱۹۸۴ء)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

روزنامہ "جنگ" راولپنڈی مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۸۴ء کی اشاعت خصوصی میں صاحبزادہ سید الطاف حسین شاہ صاحب کاظمی کا ایک مضمون بعنوان "تبلیغ کے اثرات" چھپا۔ اس میں کاظمی صاحب نے لکھا ہے کہ "محدث اعظم حضرت شاہ محمد غوث صاحب قادری لاہوری اور ان کے جلیل القدر والد بزرگوار سید حسن شاہ صاحب نے حضرت بری شاہ لطیف سے فیوض روحانی حاصل کئے اور آپ کی ہدایت پر پشاور میں رشد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ آپ بری امام کے چہیتے مرید اور خلیفہ اول ہیں۔"

حیرانگی ہے کہ آجکل لوگ انتہائی بے احتیاطی اور عدم تحقیق اور غیر ذمہ دارانہ طور پر بزرگان کرام کے حالات قلمبند کرتے چلے جا رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اولیاء کرام کی زندگیاں غلط اور بے بنیاد اوہام پر مرتب ہوتی ہیں۔

چنانچہ بری امام صاحب کی زندگی بھی بغیر تحقیق کئے اس مضمون کی صورت میں سامنے آئی۔ مضمون نگار نے لکھا ہے کہ ابوالبرکات سید حسن بادشاہ المعروف میراں سرکار جو کہ حضرت محدث کبیر سید شاہ محمد غوث صاحب کے والد گرامی مرتبت ہیں اور خود حضرت محدث کبیر سید شاہ محمد غوث صاحب قادری پشاوری لاہوری نے بھی بری شاہ لطیف سے روحانی فیض حاصل کیا اور اُن کے چہیتے مرید اور خلیفہ اول تھے۔ یہ ہر دو حضرات گرامی والا نہ تو بری امام صاحب کے مرید تھے اور نہ ہی خلیفہ تھے اور نہ ہی انہوں نے اسباق اُن سے پڑھے بلکہ بری شاہ لطیف نے تو ساری زندگی مجذوبیت میں گزاری۔ حضرت شاہ محمد غوث اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں جو کہ اس فقیر کے پاس ہے:

"اثنائے سفر در پنڈی شاہ لطیف نام مجذوب صاحب کشف وجذب رفتم اُورا دیدم واثار مکشوفانہ جذبہ او معائنہ نمودم اما مقصودِ فقیر چیزے ازیں حاصل نہ شد"۔

یعنی پنڈی میں شاہ لطیف نامی مجذوب جو کہ صاحب کشف وجذب تھا میں اس کے پاس گیا اور میں نے اسے دیکھا اس کے کشف وجذب کے آثار کو میں نے معائنہ کیا۔فقیر جو چاہتا تھا اس سے حاصل نہ ہوا۔

مندرجہ بالا عبارت اتنی صاف اور واضح ہے کہ ہر صاحب سلوک اس کو سمجھ سکتا ہے اور بقول ایک روایت جو کہ ہمارے ہاں بزرگوں سے چلی آرہی ہے بری امام صاحب مجذوبیت میں مستغرق تھے اور حضرت شیخنا ومرشدنا شاہ محمد غوث صاحب قادری ﷫ نے ان کو آخری وقت میں اپنے روحانی تصرف سے مجذوبیت سے نکال کر سلوک کی منزل میں پہنچایا اور اپنا مبارک کمبل ان کو پہنا کر صاحب ستر کیا۔

آج کل یہ ایک عادت پڑ گئی ہے کہ حقیقت کو چھپا کر اپنے اکابرین کو بڑھا چڑھا کر دوسرے بزرگان کرام کی کمی شان کا ذریعہ بنتے ہیں۔ہر ایک بزرگ کا اپنا اپنا مقام ہے اور کسی بھی بزرگ کی شان،عزت،توقیر جو کہ اس کے مقام کے برابر ہے بیان کرنا چاہئے۔یہی غلو عقیدت اور محبت میں توہین کا باعث بن جاتا ہے۔

حضرت گرامی مرتبت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری المعروف میراں سرکار جو کہ اپنے والد بزرگ سید عبداللہ صاحب قادری المعروف صحابی بابا کے مرید اور خلیفہ تھے کی ملاقات بھی اس سفر کے دوران بری شاہ لطیف سے ہوئی جبکہ آنجناب کو حضرت غوث اعظم قطب ربانی محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی بغدادی ﷺ کی جناب پاک سے حکم ہوا کہ وہ پشاور پہنچ کر میرے اس طریقہ عالیہ قادریہ کو فروغ دیں اور اس کی اشاعت وتبلیغ کریں اور آپ ٹھٹھہ (سندھ) کاٹھیاواڑ (گجرات)، دہلی،لاہور سے ہوتے ہوئے پنڈی پہنچے تو بقول حضرت شاہ غلام ﷫ ملک پوٹھوہار پہنچ کر فرماتے ہیں:''شاہ لطیف مجذوب را دیدم خیلے صاحب نظر اثر بود و با من سلوک تمام ملاقات کرد، یک دو روزے گزاریدم ورخصت شدم''یعنی جب پوٹھوہار کی سرزمین پر پہنچا تو اس جگہ شاہ لطیف مجذوب کو ملا،بہت ہی اچھے صاحب نظر وتاثیر تھے۔انہوں نے میرے ساتھ بہت اچھے برتاؤ سے ملاقات کی،دو ایک دن

ان کے ہاں قیام کر کے رخصت ہوا۔

یہ ملاقات اثنائے سفر میں تھی جہاں آپ نے ہزاروں بزرگوں سے ملاقات کی۔اس ضمن میں شاہ لطیف صاحب سے بھی ملاقات کی اور اپنی روحانی بصارت کی روشنی میں شاہ لطیف صاحب کی کیفیات کا بیان فرمایا۔تعجب اور حیرانگی کی بات ہے کہ کاظمی صاحب نے کون سی کتاب سے یہ بات لکھ دی کہ ہر دو بزرگانِ کرام بری امام صاحب کے چہیتے مرید اور پشاور میں خلیفہ تھے۔حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشمیر اور افغانستان کی سرحدوں تک حضور غوث اعظم قطب ربانی قندیل نورانی رضی اللہ عنہ کے نائب اور خلیفہ تھے۔

اور حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ نے تو صاف صاف تحریر فرما دیا کہ شاہ لطیف مجذوب سے مجھے کچھ ملا ہی نہیں تو پیری مریدی یا فیوض حاصل کرنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا بلکہ شاہ لطیف صاحب مجذوب کو ان سے فیوض و برکات حاصل ہوئے۔الحمدللہ کہ اس غلط فہمی کو دور کر دیا گیا ہے۔

اور کاظمی صاحب آئندہ مضمون میں اس کی اصلاح کریں گے اور اُمید ہے کاظمی صاحب آئندہ اولیاءکرام کی زندگی پر مضامین لکھتے وقت پوری تحقیق و تجسس اور تفحص سے کام لیں گے اور خصوصاً جب سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ پر لکھنے کی کوشش کریں تو اس فقیر کی طرف رجوع کریں تا کہ اس خاندان کے متعلق صحیح اور درست حالات قلمبند کرنے کی کوشش کریں۔

(فقیر) سید محمد امیر شاہ گیلانی

کوچہ آقا پیر جان یکہ توت پشاور

۱۷ اپریل ۱۹۸۴ء